نور محمد ﷺ کی تخلیق

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

نبی کریم ﷺ جنس بشر سے ہیں، یہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔قرآن وحدیث اوراجماع امت اسی پر قائم ہوا ہے۔اسلام کی ابتدائی تاریخ میں کوئی فرد بشر ایسا نظر نہیں آتا، جو رسول اللہ ﷺ کو بشر تسلیم نہ کرتا ہو،البتہ بعد کے صوفیا نے اسلام کے چشمہ صافی میں بہت سارے گندے عقائد انڈیلنے کی کوشش کی ہے۔ انہی میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی بشریت سے انکار کا عقیدہ بھی تھا۔انہوں نے یہ عقیدہ عام کیا کہ اگر آقائے کریم ﷺ کی بشریت کو تسلیم کیا جائے ،تو اس سے آپ کی شان میں کمی آجائے گی۔

یوں انہوں نے آپ ﷺ کو جنس بشریت سے نکال کر پیش کیا، انہوں نے یہ عقیدہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کا نور ہیں،آپ بشریت کے لبادے میں آئے ہیں۔

یہ بات قرآن وسنت میں کہیں مذکور نہیں ہوئی، بلکہ روافض نے گھڑی ہے اور گمراہ صوفیا نے ان سے مستعار لی ہے،اس کی تائید کے لئے انہوں نے من گھڑت روایات کا انبار لگایا ہے۔

بعد میں کئی گمراہ قوموں نے ان صوفیا کے نظریے کو اپنا لیا اور اب وہ آقائے کریم ﷺ کی بشریت سے انکار کرنے لگے ہیں، وہ آپ کو نور ثابت کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں اور اس پر روایات بھی پیش کرتے ہیں۔ حالاں کہ انہوں نے جن روایات سے استدلال لینے کی کوشش کی ہے، وہ روایات اصول محدثین پر پوری نہیں اترتی ہیں، محدثین نے ان کو

من گھڑت قرار دیا ہے۔ ان کے راویوں کو کذاب اور دجال کہا ہے۔ نیز وہ روایات مسلمانوں کے اجماعی عقیدے اور قرآن وسنت کی ثقہ تعلیمات کے بھی خلاف جاتی ہیں، ذیل میں اس قسم کی روایات پر تحقیق پیش کی جا رہی ہے، ملاحظہ ہو:

دلیل نمبر①

ایک روایت جسے بعض جوانب سے بطور حجت و دلیل اور نبی کریم ﷺ کے نور ہونے پر بطور استدلال پیش کیا جاتا ہے، اس پر بعض گزارشات ملاحظہ ہوں۔

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي .

''اللہ کی اولین تخلیق میرا نور ہے۔'' یا؛

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورَ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ .

''سب سے پہلے اللہ نے تیرے نبی کا نور پیدا کیا اے جابر!''

تبصرہ:

اصول حدیث میں یہ باطل اور موضوع روایت ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ لَهٗ إِسْنَادٌ يُّعْتَمَدُ عَلَيْهِ .

''اس کی کوئی سند نہیں، جس پر اعتماد کیا جا سکے۔''

(الحاوي للفتاوي : ٣٢٥/١)

نیز لکھتے ہیں:

قُلْتُ : حَدِيثُ الْعَقْلِ مَوْضُوعٌ، وَالثَّلَاثَةُ الْأُخَرُ لَمْ تَرِدْ بِهٰذَا

اللَّفْظِ فَاسْتَغْنٰى عَنِ التَّأْوِيلِ .

''میں کہتا ہوں کہ حدیث عقل تو موضوع ہے اور دوسری تین احادیث (جن میں أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي بھی ہے) ان الفاظ کے ساتھ سرے سے موجود ہی نہیں ہیں، تو تاویل کی ضرورت کہاں رہی۔''

(قوت المغتذي على جامع التّرمذي : ١/٥١٦)

اندازہ ہے کہ اس روایت کو ابن عربی (638ھ) نے جو کہ ایک ملحد اور غالی صوفی تھا، نے خود گھڑ کر امام عبدالرزاق کی طرف منسوب کر دیا ہے اور بعد والوں نے بغیر تحقیق کے امام عبدالرزاق کی طرف اس کا انتساب کر دیا ہے، یہ ان کی واضح خطا ہے۔

ہمارے دور میں بعض لوگوں نے مصنف عبدالرزاق کا ایک جھوٹا جزءمفقود دریافت کیا ہے، اس میں یہ روایت موجود ہے اور جن لوگوں نے یہ روایت امام عبدالرزاق کی طرف منسوب کی ان کے بیان کردہ الفاظ اور جزءمفقود نامی کتاب کے الفاظ ایک دوسرے سے مماثل نہیں ہیں، بلکہ ان میں فرق ہے، یہ روایت مصنف عبدالرزاق تو کجا متقدمین ائمہ دین کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ جزءمفقود کی سند میں عبدالرزاق کی تدلیس موجود ہے، لہٰذا اس بنیاد پر یہ سند بھی ''ضعیف'' ہے۔

حافظ سیوطی جیسا معروف ناقل حدیث بھی اس کی سند سے واقف نہیں ہو سکا، بلکہ واشگاف الفاظ میں اعتراف کرتا ہے کہ یہ روایت سرے سے موجود ہی نہیں، یہ روایت اگر مصنف عبدالرزاق میں ہوتی تو اہل علم ضرور بالضرور اسے ذکر کرتے۔ اسی طرح یہ دوسری روایات صحیحہ اور قرآن اور اجماع کے بھی خلاف ہے۔

دلیل نمبر②:

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنَّا أَنَا وَعَلِيٌّ نُورًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّورَ جُزْءَيْنِ، فَجُزْءٌ أَنَا، وَجُزْءٌ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

''تخلیق آدم سے چودہ ہزار سال قبل میں اور علی اللہ کے ہاں محض نور تھے، آدم کو پیدا کیا گیا، تو اللہ نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ مَیں اور دوسرا حصہ علی ہے۔''

(فضائل الصحابة لأحمد : 1130، مناقب علي لابن المغازلي، ص 87)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔

① اسے حسن بن علی بن زکریا بن صالح ابوسعید عاصمی بصری نے گھڑا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

''یہ احادیث گھڑتا تھا۔''

(المغني في الضعفاء :253/1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذَاكَ مَتْرُوْكٌ .

''یہ متروک الحدیث ہے۔''

(سؤالات السهمي : 253)

نیز ''متروک'' بھی کہا ہے۔

(تاریخ بغداد للخطیب : 384/7، وسندہٗ حسنٌ)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضْعُ الْحَدِيْثَ، وَيَسْرِقُ الْحَدِيْثَ وَيَلْزِقُهٗ عَلٰى قَوْمٍ آخَرِيْنَ وَيُحَدِّثُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يَعْرِفُوْنَ، وَهُوَ مُتَّهَمٌ فِيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْهُمْ .

''احادیث گھڑتا اور روایات سرقہ کر کے انہیں دوسرے راویوں سے منسوب کر دیتا ہے۔ وہ ان لوگوں سے روایات بیان کرتا ہے، جو پیدا ہی نہیں ہوئے۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : 338/2)

نیز فرماتے ہیں:

لِلْعَدَوِيِّ عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ أَحَادَيثُ قَدْ وَضَعَهَا غَيْرُ مَا ذَكَرْتُ وَعَامَةُ مَا حَدَّثَ بِهِ الْعَدَوِيُّ إِلَّا الْقَلِيلَ مَوْضُوعَاتٌ وَكُنَّا نَتَّهِمُهٗ بَلْ نَتيَقَّنُهٗ أَنَّهٗ هُوَ الَّذِي وَضَعَهَا عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ وَغَيْرِهِمْ .

''مذکورہ روایات کے علاوہ عدوی نے اہل بیت کے متعلق احادیث وضع کی ہیں، سوائے چند روایات کے اکثر من گھڑت ہیں، ہم اس کو متہم قرار دیتے ہیں، بلکہ یقین سے کہتے ہیں کہ اسی نے اہل بیت وغیرہم کے فضائل میں احادیث وضع کی ہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : 343/2)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ بِالْبَوَاطِيْلِ .

”ثقہ راویوں سے باطل روایات بیان کرتا ہے۔“

(ميزان الاعتدال :507/1)

نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا شَيْخٌ قَلِيْلُ الْحَيَاءِ مَا تَفَكَّرَ فِيْمَا يَفْتَرِيْهِ .

”شرم سے عاری بوڑھا، جھوٹ بولتے ہوئے ذرا نہیں سوچتا۔“

(ميزان الاعتدال :508/1)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ بھی ”وضاع“ سمجھتے ہیں۔

(تاريخ بغداد : 383/7)

حمزہ سہمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو محمد حسن بن علی بصری رحمہ اللہ کو اس کے متعلق فرماتے ہوئے سنا:

كَذَّابٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ عَلَى النَّبِيِّ مَا لَمْ يَقُلْ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی روایتیں بیان کرتا ہے، جو آپ کے فرامین نہیں۔“

(سؤالات السهمي : 253)

اس کی توثیق ثابت نہیں۔

② زاذان کی سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح نہیں مل سکی۔امام یحییٰ بن

معین رحمہ اللہ کا قول اس حوالے سے ثابت نہیں۔ کیونکہ محمد بن حسین بغدادی متہم ہے۔

دلیل نمبر ③ :

ایک روایت ہے:

لَمْ نَزَلْ فِي شَيءٍ وَّاحِدٍ حَتّٰى أُخْتُرِقْنَا فِي صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَجُزْءٌ أَنَا وَجُزْءٌ عَلِيٌّ .

''ہم ایک ہی چیز میں رہے، بالآخر ہمیں عبدالمطلب کی صلب سے جدا کر دیا گیا، اس کا ایک حصہ میں اور دوسرا علی ہیں۔''

(تاریخ دمشق لابن عساکر : 67/42)

تبصرہ :

روایت من گھڑت ہے۔

حسن بن علی بصری عدوی ''وضاع'' ہے، اس کا حال آپ نے جان لیا ہے۔

دلیل نمبر ④:

روایت ہے:

خُلِقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ مِّنْ نُّورٍ وَّاحِدٍ .

''مجھے اور علی کو ایک نور سے پیدا کیا گیا ہے۔''

(الموضوعات لابن الجوزي :1/156)

تبصرہ :

جھوٹ کا پلندہ ہے، اسے احمد بن جعفر بن علی بن بیان نے جمع کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَافِضِيًّا وَضَّاعًا .

''یہ رافضی اور''وضاع''تھا۔''

(تلخيص الموضوعات: 110/1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَّهِمُهُ بِوَضْعِهَا بَلْ نَتَيَقَّنُ فِي ذٰلِكَ وَكَانَ مَعَ ذٰلِكَ رَافِضِيًّا .

''ہم یقین سے اسے جھوٹی احادیث گھڑنے کا مجرم قرار دیتے ہیں، یہ رافضی تھا۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال: 156/2)

نیز فرماتے ہیں:

عَامَّةُ أَحَادِيْثِهٖ مَوْضُوْعَةٌ وَكَانَ قَلِيْلُ الْحَيَاءِ فِي دَعَاوِيهِ عَلٰى قَوْمٍ لَعَلَّهٗ لَمْ يَلْحَقْهُمْ وَوضَعَ مِثْلَ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ وَأَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُنَا عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ بِأَحَادِيْثٍ مُسْتَقِيْمَةٍ بِنُسْخَةِ اللَّيْثِ وَيُشَوِّبُهَا بِمِثْلِ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِي ذَكَرْتُهَا عَنْهُ وَغَيْرَ ذٰلِكَ .

''اس کی اکثر روایات خانہ ساز ہیں، ایسے راویوں پر جھوٹ باندھنے میں بے حیا واقع ہوا تھا، جنہیں ملا تک نہیں، ایسی احادیث اس نے وضع کر رکھی ہیں، لیث کے نسخہ سے یحییٰ بن بکیر کی سند سے مستقیم احادیث بیان کرتا تھا، پھر ان میں ایسی روایتیں شامل کر دیتا کر دیتا، جن کا ہم نے ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال: 2/158-159)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ كَذَّابٌ يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

''یہ ''کذاب'' ہے، احادیث وضع کرتا ہے۔''

(سؤالات السهمي : 236)

امام ابن یونس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَافِضِيًّا يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

''یہ رافضی تھا اور احادیث گھڑتا تھا۔''

(لسان الميزان لابن حجر : 108/2)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا وَضَعَهٗ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ وَكَانَ رَافِضِيًّا يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

''اس روایت کو جعفر بن احمد نے گھڑا ہے، وہ رافضی احادیث وضع کرتا تھا۔''

(الموضوعات :156/1)

اس روایت میں اور بھی علتیں ہیں۔ یہ روایت موضوع ومکذوب ہے۔

دلیل نمبر ⑤:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْزَلَ قِطْعَةً مِّنْ نُّوْرٍ فَأَسْكَنَهَا فِي صُلْبِ آدَمَ، فَسَاقَهَا حَتّٰى قَسَّمَهَا جُزْئَيْنِ : جُزْءً ا فِي صُلْبِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَجُزْءً ا فِي صُلْبِ أَبِي طَالِبٍ فَأَخْرَجَنِي نَبِيًّا وَأَخْرَجَ عَلِيًّا وَصِيًّا .

''اللہ نے نور کا ٹکڑا نازل کیا، اسے سیدنا آدم علیہ السلام کی صلب میں ٹھہرایا، اس کو دو

حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصے کو عبداللہ کی صلب میں ڈال دیا، دوسرے کو ابو طالب کی صلب میں رکھ دیا گیا، عبداللہ کی صلب سے میں نبی پیدا ہوا۔ ابو طالب کی صلب سے علی وصی پیدا ہوئے۔''

(مناقب علي بن أبي طالب لابن المَغازلي، ص 87)

تبصره :

انتہائی جھوٹی روایت ہے۔

① احمد بن علی قواریری واسطی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

② محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن ثابت ابوبکر اشنانی ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دجال اور وضاع ہے۔

(المغني في الضعفاء : 601/2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَّابٌ دَجَّالٌ ـــ يَضَعُ الْأَحَادِيْثَ .

''جھوٹا دجال تھا......احادیث گھڑتا تھا۔''

(الضّعفاء والمتروكون : 495)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ كَذَّابًا يَضَعُ الْحَدِيْثَ .

''یہ کذاب احادیث وضع کرتا تھا۔''

(تاريخ بغداد : 440/5)

③ محمد بن مصفی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”تدلیس التسویہ کا مرتکب ہے۔“

(تهذيب التهذيب : 427/4)

④ بقیہ بن ولید بھی تدلیس التسویہ کرتا تھا۔

⑤ ابوالزبیر (محمد بن مسلم مکی) مدلس ہیں۔

⑥ سوید بن عبدالعزیز جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ وَ جُمْهُوْرُ الْأَئِمَّةِ .

”امام احمد بن حنبل اور جمہور ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(مجمع الزوائد : 148/3، 89/7)

دلیل نمبر⑥:

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُورًا عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُ اللّٰهَ ذٰلِكَ النُّورُ وَيُقَدِّسُهُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ اللّٰهُ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمْ أَزَلْ أَنَا وَعَلِيٌّ فِي شَيْءٍ وَّاحِدٍ حَتّٰى افْتَرَقْنَا فِي صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ .

”میں اور علی عرش الٰہی کے دائیں جانب ایک نور کی صورت میں تھے، یہ نور اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتا تھا، یہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال قبل کی بات ہے۔ میں اور علی ایک نور ہی رہے، یہاں تک کہ ہمیں عبدالمطلب کی صلب میں جدا کر دیا گیا۔“

(مناقب علي لابن المَغازلي :131)

تبصره :

سند سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن حسن بن سلیمان قزوینی کے متعلق خطیب بغدادی فرماتے ہیں:

كَانَ فِي أَكْثَرِ الْأَحَادِيثِ تَخْلِيطٌ فِي الْأَسَانِيدِ وَالْمُتُونِ .

''اس کی اکثر احادیث کی اسانید اور متون میں تخلیط ہے۔''

(تاریخ بغداد : 616/2، ت بشار)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِمُعْتَمَدٍ . ''یہ قابل اعتبار راوی نہیں ہے۔''

(میزان الاعتدال : 521/3)

② حفص بن غیاث مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ اعمش مدلس ہیں، سماع کی تصریح موجود نہیں۔

④ سالم بن ابی الجعد کا سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

⑤ اس میں مجہول راوی ہیں۔

دلیل نمبر⑦

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ نُورًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّي قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ .

''آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے میں اپنے رب کے سامنے نور کی صورت میں موجود تھا۔''

(المواهب اللّدنية للقسطلاني :49/1)

تبصرہ :

بے سند اور جھوٹی روایت ہے۔

دلیل نمبر ⑧:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُورَيْنِ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مُطِيعَيْنِ مِنْ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ اللّٰهُ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمَّا خَلَقَ آدَمَ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّورَ جُزْءَيْنِ، جُزْءٌ أَنَا، وَجُزْءٌ عَلِيٌّ.

''میں اور علی نور تھے، آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال قبل اللہ کے سامنے فرماں بردار بن کر کھڑے تھے، جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ میری صورت میں اور ایک حصہ علی کی صورت میں۔''

(اليقين في امرة أمير المؤمنين لأبي القاسم ابن طاؤس الرافضي :212/1)

تبصرہ :

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن حسن بن سعید ہاشمی کی توثیق ثابت نہیں۔

② فرات بن ابراہیم بن فرات کوفی کی توثیق نہیں ملی۔

③ محمد بن علی بن معمر ہمدانی کی توثیق نہیں ملی۔

④ ابو یحییٰ قتات جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔